قائداعظم کا تصورِ پاکستان، قائدین تحریک کی زبانی-۴

پروفیسر ڈاکٹر انیس احمد

قائداعظم کا موقف ہمیشہ یہی رہا کہ پاکستانی قومیت کی بنیاد دین اسلام ہے، علاقائیت، نسلیت، لسانیت نہیں ہے اور پاکستان کو اسلامی ریاست کی حیثیت سے ایک عالمی کردار ادا کرنا ہے۔ اس کے برخلاف جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا نہ صرف دیوبند اور اس کے سربراہ مولانا حسین احمد مدنی بلکہ پوری انگریز سامراجیت اور انگریز کی تربیت یافتہ بیوروکریسی جو پاکستان کی قسمت میں آئی، بہ شمول عسکری ادارہ جو انگریز ہی کا تربیت یافتہ اور انگریزی ثقافت کا علم بردار تھا۔ ان اداروں کے لیے اسلام کا دین ہونا اور محض پوجا پاٹ کا مذہب نہ ہونا ایک نئی بات تھی۔ انھیں روزِ اوّل سے سمجھایا گیا تھا کہ مذہبی آزادی کا مطلب جمعہ کے دن یا عیدین میں نیا لباس پہن کر نماز پڑھ لینا ہے۔ بقیہ دنوں میں انگریز کی وفاداری اور اندھی پیروی ہی نجات دے سکتی ہے۔ یہی وہ المیہ ہے جس سے ہم آج تک گزر رہے ہیں۔

قومیت کا غلط تصور

علمائے دیوبند میں سے ایک مؤثر جماعت اور احرار جو نظریہ پاکستان اور دوقومی تصور کے مخالف تھے، ان پر تبصرہ کرتے ہوئے نامور مؤرخ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی کہتے ہیں:

As the congress ulema grew more unpopular, their writings became more and more vituperative ...The main target of their abuse was the Qua'id-i-Azam, some of the maulvies drew special pleasure in distorting his name "Jinnah an Arabic word, into jina and when this failed to irritate him or his followers, they assigned him all kind of insulting sobriquets like kafir-i-A'zam (this was

invented by Ahrar leader Mazhar Ali Mazhar"). He further adds: The Ahrar ulma specially maulana 'Ataullah Shah Bukhari and Habib-ur-Rehman Ludhianvi were strangers to a balanced language. They seldom mentioned the Qua'id-i-Azam by his correct name. (Ishtiaq Husain Qurashi, *Ulama in Politics*, Karachi, Ma'aref Ltd.1974,p.354)

جیسے جیسے کانگریسی علما غیر معروف ہوتے گئے، ان کی تحریریں اور زیادہ دشنام طرازی پر مبنی ہوتی چلی گئیں......ان کی گالیوں کا مرکزی ہدف قائداعظم تھے۔ کچھ مولوی صاحبان کو ان کے نام جناح جو کہ عربی لفظ ہے کو Jina کہہ کر تضحیک کا نشانہ بنا کر زیادہ خوشی ہوتی تھی۔ جب وہ انھیں اور ان کے ساتھیوں کو مشتعل کرنے میں ناکام رہے تو انھوں نے انھیں ہرطرح کے بُرے القاب جیسے 'کافراعظم' (یہ نام احرار کے لیڈر مظہرعلی ظہر نے رکھا تھا) سے پکارا۔ وہ مزید کہتے ہیں: احرار کے علما بالخصوص عطاء اللہ شاہ بخاری اور حبیب الرحمٰن لدھیانوی ایک متوازن زبان سے ناآشنا تھے۔ وہ کبھی کبھار ہی قائداعظم کو درست نام سے پکارتے تھے۔

تصورِ پاکستان کی حمایت اور دوقومی نظریہ کے دفاع میں اور دیو بندی علما کا مدلل جواب اگر کوئی دیا گیا تو وہ صرف مولانا مودودی کا تحریر کردہ رسالہ مسئلہ قومیت تھا۔ ڈاکٹر اشتیاق قریشی اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

in fact Maulana Mawdudi's rejoinder[to Mutahhidah qawmiyat aur Islam by Maulana Hussain Madani] was so logical, authoritative, polite and devastating that it was beyond the capacity of any supporter of a united nationhood to counter. Maulana Mawdudi pointed out that Maulana Hussain Ahmad had been carried away by his hatred of the British and had twisted history and facts. Are nations really created by political boundaries If they are, why are ethnical, cultural and religious conflicts endemic in many states including the European countries? Maulana Husain Ahmad had indulged in willful distortion of the Arabic dictionary and even the meaning of verses of the Qur'an. He had no business to use a well-known word like "nation" in any sense except the one internationally assigned to it. The Muslims and Jews of Madina did not form a single nation even after the Prophet had brought about

an alliance between them for a short while after his migration from Mecca to that city. (Ibid. p 351)

درحقیقت مولانا مودودی کا جواب [متحدہ قومیت اور اسلام، از مولانا حسین مدنی] اس قدر مدلل، مستند، شائستہ اور زبردست تھا کہ متحدہ قومیت کے کسی حامی کی بساط سے باہر تھا کہ وہ اس کا رد کر سکے۔ مولانا مودودی نے نشان دہی کہ مولانا حسین احمد انگریز سے نفرت کی وجہ سے حقیقت سے دُور ہو گئے اور انھوں نے تاریخ اور حقائق کو مسخ کر دیا ہے۔ کیا قومیں واقعی سیاسی سرحدوں کی بنیاد پر بنتی ہیں؟ اگر ایسا ہی ہے تو پھر نسلی، ثقافتی، مذہبی تصادم مختلف ریاستوں بشمول یورپی ممالک میں کیوں پھوٹتے ہیں؟ مولانا حسین احمد عربی الفاظ حتیٰ کہ آیاتِ قرآنی کا مفہوم جانتے بوجھتے مسخ کرنے میں ملوث ہیں۔ انھیں ایک معروف لفظ 'قوم' کو کسی بھی مفہوم میں استعمال کرنے کا اختیار نہیں ہے سوائے اس کے جو عالمی سطح پر مستعمل ہے۔ جب رسولؐ اللہ نے مکہ سے اس شہر ہجرت کے بعد باہمی اتحاد تشکیل دیا تھا تو اس وقت بھی مدینہ کے مسلمانوں اور یہودیوں نے ایک محدود مدت کے لیے بھی ایک قوم کو اختیار نہ کیا۔

ڈاکٹر قریشی مزید کہتے ہیں:

"Maulana Mawdudi's superior scholarship, his telling arguments, his cold logic and his knowledge of modern concepts in political science and law made it impossible for the Jami'at group to answer his contentions. In fact Mufti Kifayatullah who was a faqih (jurist) and, therefore more cognizant of the demands of logic and academic debate, advised his colleagues against any attempt to continue the discussion, because he opined the Maulana Mawdudi was in the right and there was no point in attempting to defend the indefensible. (Ibid. p352)

مولانا مودودی کی علمی برتری، ان کے منہ بولتے دلائل، ان کی غیر جذباتی منطق اور جدید سیاسیات اور قانون پر ان کے فہم نے جمعیت کے گروپ کے لیے ناممکن بنا دیا کہ وہ ان کے دعویٰ کا جواب دے سکیں۔ درحقیقت مفتی کفایت اللہ نے جو کہ ایک فقیہہ تھے اور اس علمی و منطقی بحث کے تقاضوں سے بخوبی آشنا تھے، اپنے ساتھیوں کو اس بحث کو مزید جاری رکھنے کی کسی بھی کوشش سے منع کیا کیونکہ ان کی نظر میں مولانا مودودی کا

موقف درست تھا اور اس ناقابلِ دفاع موقف کا دفاع کرنا کسی طرح ممکن نہ تھا۔

پاکستانی قومیت کی اساس

پھر پاکستانی قومیت کی صحیح بنیاد کیا ہے؟اس کا واضح اظہار قائداعظم نے انتہائی مختصر الفاظ میں یوں فرمایا:

"What is that keeps the Muslims united, and what is bedrock and sheet anchor of the community? asked Mr. Jinnah. "Islam" he said and added "It is the great Book, Qur'an, that is the sheet- anchor of Muslim India. I am sure that as we go on and on there will be more and more of oneness --- one God, one Book, one Qibla, one Prophet and one Nation". (K.A.K. Yusufi, Speeches, Statements and Messages of the Qua'id-i-Azam e.d. Lahore. Bazm-i-Iqbal, 1996,Vol 3.,*Dawn*,Dec27,1943).

وہ کون سی چیز ہے جس نے فردِ واحد کی طرح مسلمانوں کو متحد کر دیا ہے اور قوم کا ملجا و ماویٰ کیا ہے؟ انھوں نے خود ہی جواب دیا: 'اسلام' اور مزید کہا: ''یہ عظیم کتاب قرآنِ کریم ہے جو مسلمانانِ ہند کی پناہ گاہ ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جیسے جیسے ہم آگے بڑھتے چلے جائیں گے زیادہ سے زیادہ یکتائی آتی جائے گی___ ایک اللہ، ایک کتاب، ایک قبلہ، ایک رسولؐ اور ایک قوم''۔(قائداعظم:تقاریر و بیانات، جلدسوم، ص ۲۵۱)

قائد کے نقطۂ نظر اور حدِنظر تک ہدف کے واضح ہونے کی دلیل اس سے زیادہ کیا ہوسکتی ہے کہ دسمبر ۱۹۴۳ء کو انھوں نے نپے تلے الفاظ میں دوقومی نظریہ اور خود مسلم قومیت کی سنگ بنیاد کو ایک تعریف کی شکل میں بیان کر دیا کہ اس کا لنگر جو اسے تحفظ فراہم کرتا ہے اور اس کی سنگ بنیاد اگر کوئی ہے تو وہ قرآن کریم ہے۔ پھر اس کی مزید وضاحت کر دی کہ کس طرح یہ کتاب مسلمانوں کو ایک قوم بناتی ہے، یعنی ایک اللہ، ایک کتاب، ایک قبلہ، ایک رسول اور ایک ملت (یا قوم)۔

اسلام کس طرح پاکستانیت اور پاکستانی قومیت کی واحد بنیاد ہے؟ اس بات کو سادہ الفاظ میں ڈاکٹر جاوید اقبال نظریۂ پاکستان کے تناظر میں یوں بیان کرتے ہیں:

"Pakistan claims itself to be an ideological state because it is founded on Islam ...it is obvious that the people of Pakistan descend from different racial stock. different language, but live in

geographically contiguous territories. The foundation of the state therefore could not possibly be laid on such principles as common race, common language and common territory...... The real factor which sustains the state of Pakistan is the existence of a consciousness among the people of belonging to each other because a large majority of them adheres to a common spiritual aspiration i.e . faith in Islam...... Consequently, the basis of nationhood in Pakistan is Islam. Islam acted as a nation–building force long before the establishment of Pakistan...... Hence the historical fact which cannot be denied is that the formation of the Muslim nation preceded the demand for a homeland. Pakistan by itself did not give birth to any nation on the country, the Muslim nation struggled for and brought Pakistan into being. therefore. Pakistan is not technically the cause of any kind of nationhood. It is only an effect, a result or a fruit of the strength of the Muslim nation for territorial specification.(Javid Iqbal. Ideology Of Pakistan, Lahore, Sang-e-Meel Publications,2005,p13)

پاکستانی ایک نظریاتی ریاست کا دعویٰ کرتا ہے کیونکہ یہ اسلام کے نام پر بنا ہے...... یہ بات عیاں ہے کہ پاکستان کے لوگ مختلف نسلوں، مختلف زبانوں سے تعلق رکھتے ہیں لیکن جغرافیائی طور پر ملحق خطوں سے وابستہ ہیں۔ لہٰذا ریاست کی بنیاد مشترکہ نسل، مشترکہ زبان اور مشترکہ خطے جیسے اصولوں پر نہیں رکھی جاسکتی......وہ حقیقی عنصر جو ریاست پاکستان کو قائم رکھتا ہے وہ لوگوں کے درمیان شعور کی بیداری ہے، اس لیے کہ ان کی اکثریت ایک مشترکہ روحانی اُمنگ رکھتی ہے، یعنی اسلام پر ایمان...... نتیجتاً پاکستان میں قومیت کی بنیاد اسلام ہے۔ اسلام نے قیامِ پاکستان سے کافی عرصہ پہلے ایک قومی تعمیر پر مبنی قوت کا کردار ادا کیا ہے......لہٰذا یہ ایک تاریخی حقیقت ہے جس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ مسلم قوم کی تشکیل کے نتیجے میں ہی ملک کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ پاکستان نے بذاتِ خود ملک میں کسی قوم کو پیدا نہیں کیا، بلکہ مسلم قوم نے جدوجہد کی اور پاکستانی کو معرضِ وجود میں لائی۔ لہٰذا تکنیکی طور پر پاکستان کسی قومیت کی تعمیر کی اساس نہیں ہے۔ یہ صرف مسلم قومیت کی علاقائی خصوصیت اور قوت کا نتیجہ اور ثمر ہے۔

قائداعظم کا فکری تسلسل

قائداعظم کا تصورِ پاکستان ان کے فکری تسلسل اور اعتماد کا ثبوت فراہم کرتا ہے۔ وہ ایک بات کو اچھی طرح سوچ سمجھ کر قبول کرنے کے قائل تھےاور لحظہ بہ لحظہ موقف تبدیل کرنے کو سخت ناپسند کرتے تھے۔ چنانچہ یکم فروری ۱۹۴۳ء کو قیام پاکستان سے بہت پہلے ہوسٹل پارلیمنٹ اسماعیل یوسف کالج میں خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"In Pakistan we shall have a state which will be run according to the principles of Islam . It will have its cultural, political and economic structure based on the principles of Islam....

The non-Muslims need not fear because of this, for fullest justice will be done to them, they will have their full cultural, religious, political and economic rights safeguarded.As a matter of fact they will be more safeguarded then in the present day so-called democratic parliamentary form of Government (Address at the Hostel Parliament of Ismail Yusuf College, Jogeshwari, Bombay, February 1,1943. M. A. Harris ed. Quaid-e-Azam, 1976,Karachi, Times Press, p 174)

پاکستان ایک ایسی ریاست ہوگی جسے اسلام کے اصولوں کے مطابق چلایا جائے گا۔ اس کا ثقافتی، سیاسی اور اقتصادی ڈھانچا اسلام کے اصولوں پر مبنی ہوگا......غیر مسلموں کو کسی قسم کے اندیشے میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے،ان سے پوری طرح عدل کا معاملہ کیا جائے گا۔ وہ مکمل طور پر اپنے ثقافتی، مذہبی، سیاسی اور معاشی حقوق میں محفوظ و مامون ہوں گے۔ درحقیقت انھیں آج کل کی نام نہاد پارلیمانی جمہوری حکومت سے زیادہ تحفظ ملے گا۔

قائد کے اتنے دوٹوک، غیرمبہم اور پراعتماد بیان سے جو کسی 'طبقہ علما' کے دباؤ پر نہیں دیا گیا قائد کے تصورِ پاکستان کی تصویر بالکل واضح ہوجاتی ہےلیکن پاکستان کے وہ دانش وَر جو بظاہر تاریخ کے شعبے میں دکتورہ (ڈاکٹریٹ) بھی رکھتے ہیں اوراصولِ تحقیق سے بھی آگاہ ہیں، نہ معلوم کن وجوہات کی بنا پر ان تاریخی بیانات کو مکمل طور پر نظر انداز کر جاتے ہیں اور ان کی سوئی صرف ایک تقریر پر آ کر رکتی ہے۔جس میں قائد نے وہ بات نہیں کہی جو ان دانش وَروں کے ذہن میں پائی جاتی ہے۔

علامہ اقبال، قائداعظم اور علامہ اسد اسلام کے دین ہونے اور مغرب یا مشرق کے تصورِ 'مذہب' کے اسلام سے عدم تعلق پر یکسو اور متفق نظر آتے ہیں ۔قرآن کریم نے تقریباً ۸۵مقامات پر اسلام کے لیے دین کی اصطلاح استعمال کی ہے،جب کہ مذہب جو ایک عربی اصطلاح ہے ایک مرتبہ بھی استعمال نہیں کی گئی۔ وجہ ظاہر ہے،کیوں کہ مذہب کا مفہوم وہ نہیں جو دین کا ہے۔ مذہب عموماً عبادات اور رسومات تک محدود سمجھا جاتا ہے اور اسی بنا پر مغرب زدہ اور لبرل طبقہ اسلام کو مذہب کہہ کر پکارتا ہے۔ یورپ اپنے تاریخی تناظر میں مذہب جس سے مراد اصلاً عیسائیت تھی،سائنس، جدیدیت،عقلیت،نشاتِ ثانیہ کی فکر وغیرہ سے ٹکراؤ کی بنا پر اس نتیجے پر پہنچا کہ مذہب ایک غیر عقلی،اندھے عقیدہ کا نام ہے۔ چنانچہ یورپ میں سترھویں صدی سے لے کر آج تک 'مذہب' کا رسمی مفہوم علمی مباحث میں یہی پایا جاتا ہے۔اسلام اس کے برعکس عقل اور عقلی استدلال کے استعمال، تجربہ اور تحقیق کو دین کا حصّہ قرار دیتا ہے۔اس لیے اس کے لیے مذہب کی اصطلاح استعمال کرنا کسی طرح بھی درست نہیں کہا جا سکتا۔ کیوں کہ اسلام کسی ذاتی طریق عبادت کا نام نہیں بلکہ مکمل نظام حیات کا نام ہے۔

پاکستان اور دیگر ممالک میں جو لوگ اپنے آپ کو لبرل کہلانا پسند کرتے ہیں،وہ ہمیشہ یہی بات کہتے ہیں کہ مذہب ذاتی معاملہ ہے۔ یہی موقف کانگریس اور انگریز کا تھا کہ چونکہ مذہب ایک ذاتی معاملہ ہے،اس لیے قومیت کی بنیاد نہیں بن سکتا، جب کہ ہم نے اوپر قائداعظم اور علامہ اقبال کے جو اقتباسات پیش کیے ہیں وہ یہ ثابت کرتے ہیں کہ علامہ اقبال اور قائداعظم یقین رکھتے تھے کہ اسلام بہ حیثیت دین سیاست،معیشت، معاشرت، ہر معاملے میں راہنمائی فراہم کرتا ہے۔اور پاکستانی قومیت کی اگر کوئی بنیاد ہو سکتی ہے تو وہ صرف اور صرف دین اسلام ہی ہے ۔اسی بات کو ۲۲مارچ ۱۹۴۰ء کو اپنے صدارتی خطاب میں قائداعظم نے وضاحت سے بیان کیا:

"It is extremely difficult to appreciate why our Hindu friends fail to understand the real nature of Islam and Hinduism. They are not religions in the strict sense of the word, but are, in fact, different and distinct social orders, and it is a dream that the Hindus and Muslims can ever evolve a common nationality, and this misconception of one Indian nation has gone far beyond the limits and is the cause of most of your troubles and will lead India to

destruction if we fail to revive our nation in time. The Hindus and Muslims belong to two different religious philosophies, social customs and literatures.

They neither inter-marry nor inter-dine together and indeed they belong to two different civilizations which are based mainly on conflicting ideas and conceptions. Their aspects on life and of life are different. It is quite clear that Hindus and Musalmans derive their inspiration from different sources of history. They have different epics, different heroes and different episodes. Very often the hero of one is a foe on the other end, like wise their victories and defeats overlap. To yoke together two such nations under a single state, one as numerical minority and the other as a majority, must lead to growing discontent and final destruction of any fabric that may be so built up for the government of such a state". (K.A.K Yusufi.1996. Vol-2,p 1881)

یہ سمجھنا بہت دشوار بات ہے کہ ہمارے ہندو دوست اسلام اور ہندومت کی حقیقی نوعیت کو سمجھنے سے کیوں قاصر ہیں۔ یہ حقیقی معنوں میں مذاہب نہیں ہیں۔ فی الحقیقت یہ مختلف اور نمایاں معاشرتی نظام ہیں اور یہ ایک خواب ہے کہ ہندو اور مسلمان کبھی ایک مشترکہ قوم کی صورت میں منسلک ہوسکیں گے۔ ایک ہندی قوم کا تصور حدود سے بہت زیادہ تجاوز کر گیا ہے اور آپ کے بہت سے مصائب کی جڑ ہے۔ اور اگر ہم بروقت اپنے تصورات پر نظرِ ثانی نہ کرسکے تو یہ ہند کو تباہی سے ہمکنار کردے گا۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کا دو مختلف مذہبی فلسفوں، معاشرتی رسم و رواج اور ادب سے تعلق ہے۔ نہ وہ آپس میں شادی بیاہ کرتے ہیں نہ اکٹھے بیٹھ کر کھاتے پیتے ہیں۔ دراصل وہ دو مختلف تہذیبوں سے متعلق ہیں جن کی اساس متصادم خیالات اور تصورات پر استوار ہے۔ یہ بھی بالکل واضح ہے کہ ہندو اور مسلمان تاریخ کے مختلف ماخذوں سے وجدان حاصل کرتے ہیں۔ ان کی رزم مختلف ہے۔ ہیرو الگ ہیں اور داستانیں جدا۔ اکثر ایسا ہوتا ہے ایک کا ہیرو دوسرے کا دشمن ہوتا ہے اور اسی طرح ان کی کامرانیاں اور ناکامیاں ایک دوسرے پر منطبق ہوجاتی ہیں۔ ایسی دو قوموں کو ایک ریاست کے جوئے میں جوت دینے کا جن میں سے ایک عددی لحاظ سے اقلیت اور دوسری اکثریت ہو، نتیجہ بڑھتی ہوئی بے اطمینانی

ہوگی اور آخرکار وہ تانا بانا ہی تباہ ہوجائے گا جو اس طرح کی ریاست کے لیے بنایا جائے گا۔ (قائداعظم:تقاریر و بیانات، دوم،ص ۳۷۱)

اسلام، مکمل نظامِ حیات

عموماً لبرل طبقہ یہ بات کہتا ہے کہ قائداعظم نے پاکستان کے نظریہ اور نظامِ حکومت کے سلسلے میں اسلامی نظریہ حیات یا Islamic Ideology کی اصطلاح استعمال نہیں کی اور اس اصطلاح کو ایک معروف دینی جماعت کے ایک دانش وَر نے قائداعظم سے منسوب کردیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ۱۸ جون ۱۹۴۵ء کو سرحد مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کی کانفرنس کے نام اپنے تحریری پیغام میں قائد فرماتے ہیں:

I have often made it clear that if Musalmans wish to live as honorable and respectable People there is only one course open to them: fight for Pakistan, live for Pakistan, if necessary, die for the achievement of Pakistan or else Muslims and Islam are doomed. There is only one course open to us to organize our nation, and it is by our own dint of arduous and sustained and determined efforts that we create strength and support our people not only to achieve our freedom and independence but to be able to maintain it and live according to Islamic ideals and principles. Pakistan not only means freedom and independence but the Muslim ideology, which has been preserved, what has come to us as a precious gift and treasure, and which, we hope, others will share with us. (K.A.K Yusufi.1996. Vol-3,p 2010)

میں نے اکثر یہ بات واضح کی ہے کہ اگر مسلمان باوقار اور لائق احترام لوگوں کی طرح سے زندہ رہنا چاہتے ہیں تو ان کے سامنے ایک ہی راستہ ہے، پاکستان کے لیے لڑیئے، پاکستان کے لیے زندہ رہیے اور اگر ناگزیر ہو تو حصولِ پاکستان کے لیے مرجایئے، یا پھر مسلمان اور اسلام دونوں تباہ ہوجائیں گے۔ ہمارے سامنے ایک ہی راہ ہے: اپنی قوم کی تنظیم کرنا، اور یہ ہم اپنی محنت، مصمم اور پُرعزم مساعی کے ذریعے سے ہی قوت پیدا کرسکتے ہیں اور اپنی قوم کی حمایت کرسکتے ہیں، نہ صرف اپنی آزادی اور خودمختاری حاصل کرسکتے ہیں بلکہ اسے برقرار بھی رکھ سکتے ہیں، اور اسلامی آدرشوں

اور اصولوں کے مطابق زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ پاکستان کا مطلب نہ صرف آزادی اور خودمختاری ہے بلکہ مسلم نظریہ بھی ہے جسے ہمیں محفوظ رکھنا ہے۔ جو ایک بیش قیمت تحفے اور سرمایے کے طور پر ہم تک پہنچا ہے اور ہم اُمید کرتے ہیں اور لوگ بھی اس میں ہمارے ساتھ شراکت کرسکیں گے۔(قائداعظم: تقاریر و بیانات، سوم، ص ۴۳۸)

اس تحریری پیغام سے دو سال قبل ۲۶ دسمبر ۱۹۴۳ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کے اختتامی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم اسی بات کا اعادہ کرتے ہیں کہ برصغیر میں مسلمانوں کی قومیت کی بنیاد اگر کوئی ہے تو وہ اسلام ہے:

What is that keeps the Muslims united, and what is bedrock and sheet anchor of the community, asked Mr. Jinnah "Islam" he said and added "It is the Great Book, the Qur'an that is the sheet anchor of Muslims India. I am sure that as we go on and on there will be more and more of oneness ___one God, one Book, one Qibla. one Prophet and one Nation".(K.A.K. Yusufi, *Soeeches, Statements and Messages of the Qua'id-i-Azam,* e.d. Lahore, Bazm-i-Iqbal, 1996,Vol 3,p 1821)

وہ کون سی چیز ہے جس نے فردِ واحد کی طرح مسلمانوں کو متحد کر دیا ہے اور قوم کا ملجا و ماویٰ کیا ہے؟ انھوں نے خود ہی جواب دیا: 'اسلام' اور مزید کہا: ''یہ عظیم کتاب قرآنِ کریم ہے جو مسلمانانِ ہند کی پناہ گاہ ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جیسے جیسے ہم آگے بڑھتے چلے جائیں گے زیادہ سے زیادہ یکتائی آتی جائے گی___ایک اللہ، ایک کتاب، ایک رسولؐ اور ایک قوم''۔(قائداعظم: تقاریر و بیانات، سوم، ص ۲۵۱)

اس خطاب میں قائداعظم نے واضح الفاظ میں اتحاد اور تنظیم کے لیے اسلام ہی کو قومیت کی بنیاد قرار دیا اور قومیت کے دیگر تصورات، یعنی نسل، وطن اور زبان کی واضح تردید کر دی۔ قائداعظم کو اس بارے میں ذرہ برابر بھی شبہہ نہیں تھا کہ اسلام ذاتی مذہب نہیں ہے بلکہ مکمل نظام حیات ہے اور سیاست، معیشت، معاشرت ہر انسانی سرگرمی کا انحصار اسلام کی تعلیمات پر ہے۔ ان کا دین کا تصور علامہ اقبال اور علامہ اسد سے مسلسل رابطہ اور تبادلۂ خیالات کے نتیجے میں بالکل واضح شکل اختیار کر چکا تھا۔ ۸ ستمبر ۱۹۴۵ء کو عید کے پیغام میں فرماتے ہیں:

Everyone except those who are ignorant knows that the Qur'an is the general code of the Muslims . A religious, social, civil , commercial, military, Judicial, criminal and penal code. It regulates everything from ceremonies of religion to those of daily life. It is a complete code regulating the whole Muslim society in every development of life, collectively and individually. (Eid message to the Muslims of India, September 8,1945 in K.A.K. Yusufi, 1996, Vol-3,p 2053).

جہلا کے سوا ہر شخص اس امر سے واقف ہے کہ قرآن کریم مسلمانوں کا عام ضابطۂ حیات ہے۔ ایک دینی، معاشرتی، سول، تجارتی، فوجی، عدالتی، فوجداری ضابطہ ہے۔ رسوم مذہب ہی سے متعلق نہیں بلکہ روزانہ زندگی سے متعلق بھی۔ روح کی نجات سے لے کر جرائم تک اس دنیا میں سزا سے لے کر عقبیٰ میں سزا تک۔(قائداعظم: تقاریر و بیانات، سوم، ص ۴۷۴)

قائداعظم اسلام کو ایک تہذیبی قوت سمجھتے تھے اور ان کے خیال میں پاکستان کا قیام اس روایت علم، تحقیق و ایجادات کا احیا تھا جسے نامورانِ اسلام نے پہلی صدی سے عالمی سطح پر قائم کیا تھا۔

وہ اسلامی نشاتِ ثانیہ کے خواہاں تھے۔ مسلمانانِ ہند کو ۳۰ ستمبر ۱۹۴۳ء کو عید الفطر کے موقع پر اپنے پیغام میں فرماتے ہیں:

We are a nation of 100 million of people inhabiting this great sub-continent and we have a great history and great past behind us. Let us prove worthy of it and bring about true renaissance of Islam and revive its glory and splendor. (K.A.K. Yusufi, 1996,Vol-3, p 1766)

ہم ۱۰ کروڑ نفوس پر مشتمل ایک قوم ہیں جو اس برصغیر میں آباد ہے اور ہم ایک عظیم تاریخ اور ماضی کے وارث ہیں۔ آیئے ہم خود کو اس کے اہل ثابت کریں اور اسلام کی حقیقی نشاتِ ثانیہ کا آغاز اور اس کی عظمت اور شان و شوکت کو زندہ کریں۔ (قائداعظم: تقاریر و بیانات، سوم، ص ۲۱۰-۲۱۱)

اسلام کا احیا اور اس غرض سے پاکستان کا قیام قائد کے پسندیدہ موضوعات نظر آتے ہیں۔ اسی بات کو ایک دوسرے پیرائے میں ۱۸ مارچ ۱۹۴۴ء کو پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن لاہور سے

اپنے خطاب میں فرماتے ہیں:

But on this auspicious day I would urge upon you in the name of our national cause and our cherished goal of Pakistan to stand united and unswerving in your determination and that you should hesitate to make every specific and prepared for all sacrifice for collective good and our national cause.

The league had give them a definite goal and taken them out of darkness and confusion and give them a clear cut and crystalized goal of Pakistan which was now an article of faith with the Muslim, millions of whom were prepared to fight with lives for its achievements.it was no more a slogan, it was something which the Muslims had to understand and in it lay their defence, deliverance and destiny which would once more bring to the world that there was a Muslim state which would revive the past glories of Islam. We want to rule our homeland and we shall rule.(K.A.K Yusufi. 1996. Vol-3,p 1856-1857)

لیگ نے ان کے لیے قطعی منزل کی نشان دہی کر دی ہے اور انھیں واضح اور صاف شفاف نصب العین 'پاکستان' دے دیا ہے۔ جو اَب مسلمانوں کے عقیدے کا جزو بن گیا ہے جس کے حصول کے لیے لاکھوں مسلمان سر دھڑ کی بازی لگانے کے لیے تیار ہیں۔ اب یہ محض ایک نعرہ نہیں ہے۔ یہ ایک ایسی شے ہے جسے مسلمانوں نے سمجھ لیا ہے، اور اسی میں ان کا دفاع، نجات اور تقدیر مضمر ہے جس کی صدائے بازگشت ساری دنیا میں سنائی دے گی کہ ایک مسلم مملکت ہے جو اسلام کی عظمت رفتہ کو واپس لائے گی۔ انھوں نے کہا: ''ہم اپنے وطن پر حکومت کرنا چاہتے ہیں اور حکومت کر کے رہیں گے۔(قائداعظم: تقاریر وبیانات، سوم، ص ۲۸۰)

قائداعظم نے اپنے خطابات اور بیانات میں جن امور پر بار بار زور دیا ان کا واضح اور براہِ راست تعلق قوم کی فکری قیادت اور اسلام کی عظمت کے احیا سے بھرپور نظر آتا ہے۔ چنانچہ ۱۱/اکتوبر ۱۹۴۷ء کو اس تقریر کے پورے ایک ماہ بعد جس کی تسبیح لبرل حضرات صبح شام پڑھتے ہیں، فوج اور سول انتظامیہ کے افسران سے کراچی کے خالق دینا ہال میں خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

The establishment of Pakistan for which we have been striving for the last ten years is, by the grace of God, an established fact

today, but the creation of a State of our own was means to an end and not the end in itself. The idea was that we should have a State in which we could live and breathe as free men and in which we could develop according to our own lights and culture and where principles of Islamic social justice could find free play. (Address to civil, naval, and military officers, Khaliq Dena Hall, Karachi, Oct 11 ,1947 ,in Speeches and Messages of the Quai'd-e-Azam.1947–48,Islamabad, Govt of Pakistan, 1989,p 74 also K.A.K Yusufi, VOL IV, P 2623–24).

قیامِ پاکستان، جس کے لیے ہم گذشتہ دس برس سے کوشاں تھے، اللہ کے فضل و کرم سے آج ایک مسلّمہ حقیقت ہے لیکن اپنی مملکت کا قیام دراصل ایک مقصد کے حصول کا ذریعہ ہے بذاتِ خود کوئی مقصد نہیں۔ تصور یہ تھا کہ ہماری ایک مملکت ہونی چاہیے جس میں ہم رہ سکیں گے اور آزاد افراد کی حیثیت سے سانس لے سکیں گے۔ جسے ہم اپنی صواب دید اور ثقافت کے مطابق ترقی دے سکیں اور جہاں اسلام کے معاشرتی انصاف کے اصول جاری و ساری ہوں۔(قائداعظم: تقاریر و بیانات، چہارم، ص ۳۷۴-۳۷۵)

قائد نے بارہا یہ بات دُہرائی کہ ہمارے لیے مغربی جمہوریت نہ مثال بن سکتی ہے اور نہ اس میں سیاسی اور دیگر امور کو عقل اور عدل کے ساتھ چلانے کی صلاحیت پائی جاتی ہے۔ ۱۴ فروری ۱۹۴۸ء کو بلوچستان سبی دربار سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

In proposing this scheme, I have had one undelaying principle in mind, the principle of Muslim democracy. It is my belief that our salvation lies in following the golden rules of conduct set for us by our great law-giver, the Prophet of Islam. Let us lay the foundation of our democracy on the basis of truly Islamic ideals and principles. Our Almighty has taught us that "our decisions in the affairs of the State shall be guided by discussion and consultation.(al-Shura 42:38). (K.A.K Yusufi op.cit.1996.Vol-4,p 2682)

اس اسکیم کو پیش کرتے ہوئے میرے پیشِ نظر ایک ہی اصول تھا، یعنی اسلامی جمہوریت کا اصول۔ میرا عقیدہ ہے کہ ہماری نجات انھی سنہری قوانین کی پابندی میں ہے جو ہمارے شارعِ اعظم پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے متعین کیے۔ آیئے ہم اپنی جمہوریت کی اساس صحیح اسلامی تصورات اور اصولوں پر استوار کریں۔ ہمارے

خدائے عزوجل نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ ''کاروبارِ مملکت کے سلسلے میں ہمارے فیصلے، مباحثے اور مشاورت کے اصول کے تحت ہوں گے۔ (قائداعظم: تقاریر و بیانات، چہارم، ص ۴۱۲)

قائداعظم کی فکر کا تسلسل وتواتر ان کے ہر بیان اور تقریر میں واضح نظر آتا ہے۔ سبی دربار میں اپنے خطاب کے تقریباً ایک ہفتے بعد ۲۱ فروری ۱۹۴۸ء کو ملیر کراچی میں اک-اک رجمنٹ سے خطاب کرتے ہوئے مزید وضاحت کرتے ہیں:

You have fought many a battle on the far flung fields of the globe to get rid the world of the fascist menace and make it safe for democracy.Now you have to stand guard over the development and maintenance of Islamic democracy, Islamic social justice and the equality of mankind in your own native soil. You will have to be alert, very alert, for the time for relaxation is not yet there. With faith, discipline and selfless devotion to duty, there is nothing worthwhile that you cannot achieve.

آپ نے دنیا کو فسطائیت کی مصیبت سے نجات دلانے اور اسے جمہوریت کے لیے محفوظ کرنے کے لیے خطۂ ارض کے دُور دراز گوشوں میں بہت سی لڑائیاں لڑی ہیں، اب آپ کو اپنے وطن میں اسلامی جمہوری، معاشرتی عدل اور انسانی مساوات کے فروغ اور بقا کے لیے سینہ سپر ہونا ہوگا۔ آپ کو چوکنا رہنا ہوگا، بہت ہی چوکنا کہ ابھی آرام کا وقت نہیں آیا۔ یقین، نظم وضبط اور بے لوث فرض کی لگن سے شاید ہی کوئی ایسی قابلِ قدر شے ہو جو آپ نہ حاصل کرسکیں۔ (قائداعظم: تقاریر و بیانات، چہارم، ص ۴۱۹)

اپنے خطاب میں وہ بار بار یہ بات واضح کررہے ہیں کہ اسلام ایک ذاتی مذہب نہیں ہے بلکہ سیاست، معیشت، معاشرت کی بنیاد اور جزو لاینفک ہے۔ اسے جدا نہیں کیا جاسکتا کہ ذاتی زندگی میں محدود کردیا جائے۔ اس کی معاشرتی، معاشی، سیاسی تعلیمات آج بھی تروتازہ ہیں اور معاشرے کے لیے واحد حل کی شکل رکھتی ہیں اور یہی پاکستان کا مقصدِ وجود ہے۔

دستوری طور پر جب ۱۹۵۶ء کا دستور بنا تو ملک کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان طے پایا لیکن اس سے بہت پہلے فروری ۱۹۴۸ء میں امریکا کے عوام کو ریڈیو پر خطاب کرتے ہوئے

قائداعظم نے بطورخود ملک کا نام بنیادی طور پر 'اسلامی ریاست' قرار دے دیا تھا۔

This Dominion which represents the fulfillment, in a certain measure, of the cherished goal of 100 million Muslim of this sub-continent, came into existence on August 14,1947. Pakistan is the premier Islamic State and the fifth largest in the world. (K.A.K. Yusufi. *Speeches, Statements and Messages of the Qua'id-i-Azam* e.d. Lahore, Bazm-i-Iqbal, 1996,Vol 4,p 2692)

یہ مملکت جو کسی حد تک اس برصغیر کے ۱۰ کروڑ مسلمانوں کے حسین خواب کی تعبیر ہے، ۱۴؍اگست ۱۹۴۷ء کو معرضِ وجود میں آئی۔ پاکستان سب سے بڑی اسلامی مملکت اور دُنیا کا پانچواں بڑا ملک ہے۔ (قائداعظم:تقاریروبیانات، چہارم،ص ۴۲۰)

اپنے اسی خطاب میں آگے چل کر قائداعظم پاکستان کے زیر ترتیب دستور کے بارے میں یہ وضاحت کرتے ہیں:

constitution of Pakistan has yet to be framed by the Pakistan Constituent Assembly. I do not know what the ultimate shape of this constitution is going to be, but I am sure that it will be of a democratic type, embodying the essential principles of Islam. Today, they are as applicable in actual life as they were 1,300 years ago. Islam and its idealism have taught us democracy. It has taught equality of men, justice and fair play to everybody. (K.A.K Yusufi.ibid.p2694)

مجلس دستورساز پاکستان کو ابھی پاکستان کے لیے دستور مرتب کرنا ہے۔ مجھے اس بات کا تو علم نہیں کہ دستور کی حتمی شکل کیا ہوگی، لیکن مجھے اس امر کا یقین ہے کہ یہ جمہوری نوعیت کا ہوگا جس میں اسلام کے لازمی اصول شامل ہوں گے۔ آج بھی ان کا اطلاق عملی زندگی میں ویسے ہی ہوسکتا ہے جیسے کہ ۱۳سو برس قبل ہوسکتا تھا۔ اسلام نے ہر شخص کے ساتھ عدل اور انصاف کی تعلیم دی ہے۔(ایضاً،ص ۴۲۱)

نوجوانوں کا مطلوبہ کردار

قائداعظم کی تقاریر، بیانات اور انٹرویوز کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پاکستانی نوجوانوں سے غیرمعمولی طور پر پُرامید تھے۔ مسلم اسٹوڈنس فیڈریشن ہو یا کسی کالج کی پارلیمنٹ یا

طلبہ کی ریلی، ہر موقعے پر وہ ایک ہی بات دُہراتے ہیں کہ نوجوان نسل اللہ تعالیٰ کے اس عظیم عطیہ کو جو ہمیں پاکستان کی شکل میں ۲۷رمضان المبارک ۱۹۴۷ء کو دیا گیا اور جس کا قیام ایک معجزے سے کم نہ تھا، اس امانت کا حق اسی وقت ادا ہوسکتا ہے جب اس میں اسلامی معاشرت، اسلامی قانون، اسلامی معیشت اور اسلامی ثقافت و تعلیم کو رائج کیا جائے۔ یہی وہ فریضہ ہے جو نوجوانوں کو ادا کرنا ہے۔ ۱۱/اگست ۱۹۴۷ء کی اس مشہور زمانہ تقریر کے بعد جس کے علاوہ کوئی تقریر ہمارے لبرل دانش وَروں کو یاد نہیں آتی۔ قائد نے پنجاب یونی ورسٹی کے طلبا کی ریلی ۳۰/اکتوبر ۱۹۴۷ء سے خطاب کرتے ہوئے اپنے اور ملک سے اسلام کے تعلق اور نوجوانوں میں روحِ جہاد کے حوالے سے جو بات کہی ہے وہ آج بعد از اسلاموفوبیا دور میں اچھے خاصے باشعور مسلمان قائدین بھی کہنے سے پہلے اپنے الفاظ کو بہت ناپ تول کر استعمال کرتے ہیں، لیکن قائداعظم اپنی روایتی جرأت، اعتماد، یقین محکم اور ایمان کا مظاہرہ کرتے ہوئے نہ صرف نوجوانوں کو علامہ اقبال کی طرح روحِ جہاد پیدا کرنے پر ابھارتے ہیں بلکہ پاکستان کو 'اسلام کا قلعہ' قرار دیتے ہیں:

Do not be overwhelmed by the enormity of the task. There is many an example in history of young nations building themselves up by sheer determination and force of character. You are made of sterling material and are second to none. Why should you also not succeed like many other, like your own forefathers. You have only to develop the spirit of the "Mujahids". You are a nation whose history is replete with people of wonderful gifts, character and heroism. Live up to your traditions and add to it another chapter of glory.

All I require of you now is that every one of us to whom this message reaches must vow to himself and be prepared to sacrifice his all, if necessary, in building up Pakistan as a bulwark of Islam and as one of the greatest nations whose ideal is peace within and peace without...... Along with this, keep up your morale. Do not be afraid of death. Our religion teaches us to be always prepared for death. We should face it bravely to save the honor of Pakistan and Islam. There is no better salvation for a Muslim than the death of a martyr for a righteous cause. (K.A.K Yusufi *Speech, Statements and Messages of the Qua'id-i-Azam* e.d. Lahore, Bazm-i-Iqbal, 1996, Vol 4, p 2643)

کام کی زیادتی سے گھبرائیے نہیں۔ نئی اقوام کی تاریخ میں کئی ایک مثالیں ہیں جنھوں نے محض عزم اور کردار کی قوت کے بل پر اپنی تعمیر کی۔ آپ کی تخلیق ایک جوہر آبدار سے ہوئی ہے اور آپ کسی سے کم نہیں۔ اوروں کی طرح، اور خود اپنے آباؤاجداد کی طرح آپ بھی کیوں کامیاب نہ ہوں گے۔ آپ کو صرف اپنے اندر مجاہدانہ جذبے کو پروان چڑھانا ہوگا۔ آپ ایسی قوم ہیں جن کی تاریخ قابلِ صلاحیت کے حامل کردار اور بلندحوصلہ اشخاص سے بھری ہوئی ہے۔ اپنی روایات پر قائم رہیے اور اس عظمت کے ایک اور باب کا اضافہ کردیجیے۔

اب میں آپ سے صرف اتنا چاہتا ہوں کہ ہرشخص تک میرا یہ پیغام پہنچادیں کہ وہ یہ عہد کرے کہ وہ پاکستان کو اسلام کا قلعہ بنانے اور اسے دنیا کی ان عظیم ترین قوموں کی صف میں شامل کرنے کے لیے بوقتِ ضرورت اپنا سب کچھ قربان کردینے پر آمادہ ہوگا۔ جن کا نصب العین اندرونِ ملک بھی امن اور بیرونِ ملک بھی امن ہوتا ہے...... اس کے ساتھ اپنا حوصلہ بلند رکھیے۔ موت سے نہ ڈریئے۔ ہمارا مذہب ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ ہمیں ہمیشہ موت کا استقبال کرنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ ہمیں پاکستان اور اسلام کا وقار بچانے کے لیے اس کا مردانہ وار سامنا کرنا چاہیے۔ صحیح مقصد کے حصول کی خاطر ایک مسلمان کے لیے جامِ شہادت نوش کرنے سے بہتر کوئی راہِ نجات نہیں۔

(قائداعظم: تقاریر و بیانات، چہارم، ص۳۸۹-۳۹۰)

قائداعظم کے ان تحریری پیغامات ، بیانات اور تقاریر سے یہ بات حتمی طور پر واضح ہوجاتی ہے کہ ان کی فکر اور موقف جو ۱۹۴۳ء میں تھا، وہی ۱۹۴۷ء اور ۱۹۴۸ء تک رہا۔ اس میں کہیں نہ مفاہمت ہے نہ معذرت بلکہ پورے اعتماد سے مسلم آئیڈیالوجی، اسلامی ریاست، شریعت کی بالادستی، اللہ کی حاکمیت اور مغربی سیکولر جمہوریت سے بے زاری صاف طور پر نظر آتی ہے اور ان کے تصورِ پاکستان کے بیانیہ کو غیر مبہم اور دوٹوک بنا دیتی ہے ۔ ۱۵ جون ۱۹۴۵ء کو فرنٹیئر مسلم فیڈریشن پشاور کے نام اپنے تحریری پیغام میں جو بات قائد نے کہی تھی وہ اس پر قائم و دائم رہے اور بغیر کسی معذرت کے اعتماد کے ساتھ اپنے موقف کو بیان کرتے رہے۔ ہم ایک مرتبہ پھر اس بیان کو

دُہراتے ہیں:

I have often made it clear that if Musalmans wish to live as honorable and respectable People there is only one course open to them: fight for Pakistan, live for Pakistan, if necessary, die for the achievement of Pakistan or else Muslims and Islam are doomed. There is only one course open to us to organize our nation, and it is by our own dint of arduous and sustained and determined efforts that we create strength and support our people not only to achieve our freedom and independence but to be able to maintain it and live according to Islamic ideals and principles.

Pakistan not only means freedom and independence but the Muslim ideology, which has to be preserved what has come to us as a precious gift and treasure and which, we hope, others will share with us. (K.A.K Yusufi op.cit.1996, Vol-3,p 2010)

میں نے اکثر یہ بات واضح کی ہے کہ اگر مسلمان باوقار اور لائق احترام لوگوں کی طرح سے زندہ رہنا چاہتے ہیں تو ان کے سامنے ایک ہی راستہ ہے: پاکستان کے لیے لڑیئے، پاکستان کے لیے زندہ رہیے اور اگر ناگزیر ہو تو حصولِ پاکستان کے لیے مرجایئے، یا پھر مسلمان اور اسلام دونوں تباہ ہوجائیں گے۔

ہمارے سامنے ایک ہی راہ ہے: اپنی قوم کی تنظیم کرنا، اور یہ ہم اپنی محنت، مصمم اور پُرعزم مساعی کے ذریعے سے ہی قوت پیدا کرسکتے ہیں اور اپنی قوم کی حمایت کرسکتے ہیں، نہ صرف اپنی آزادی اور خودمختاری حاصل کرسکتے ہیں بلکہ اسے برقرار بھی رکھ سکتے ہیں اور اسلامی آدرشوں اور اصولوں کے مطابق زندگی بسر کرسکتے ہیں۔

پاکستان کا مطلب نہ صرف آزادی اور خودمختاری ہے بلکہ مسلم نظریہ بھی ہے جسے ہمیں محفوظ رکھنا ہے۔ جو ایک بیش قیمت تحفے اور سرمائے کے طور پر ہم تک پہنچا ہے اور ہم اُمید کرتے ہیں اور لوگ بھی اس میں ہمارے ساتھ شراکت کرسکیں گے۔

(قائداعظم: تقاریر و بیانات، سوم، ص ۴۳۸)۔ (جاری)